ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مثنوی ''سحر البیان'' میں تلمیحات اور دیگر صنائع وبدائع کا امتزاج

Dr. Ghulam Yasin
Assistant Professor, Lahore Leads University, Lahore
Dr.Usmania Sultana
Dr. Saima Aslam
Assistant Professor, Lahore Leads University, Lahore

Abstract:

Masnavi is a poetic narration of a short or long story and a thing of joy for Poets and the readers of Poetry. Masnavi "Sehr Ul Bayaan" written by Meer Hassan Dehlavi is a classic in Urdu literature. In fact, Masnavi "Sehr Ul Bayaan" is a romantic story which has supernatural characters with human characters. The Masnavi has the complete image of Likhnawi culture and civilization. "Sehr Ul Bayaan" is written in simple words and is understandable for the readers. The Masnavi is full of poetic qualities but this article is particularly narrates the combination of "Illusion" with other qualities of poetry.

Key Words:

ربّ العلا، وحدہ لاشریک، پرستش، کریم، غفور الرّحیم، الحقّ، معبود، افزود، کعبہ، کنشت، دوزخ، بہشت، مالک الملک، زمان وزمین، کن، کون ومکاں، رسولِ کریمؐ، دُرِّ یتیم، علمِ لدنّی، لوح وقلم، اشرف الناس، خیر الانام، مسیح، خرگاہ، تجلی طور، مشعل فروز، کحل البصر، پنج تن، مہدیؑ دیں، خداے بریں، نقلِ خواب، فلاطوں طبیعت، ارسطو نژاد، سنگ وخشت، رشکِ بہشت، رستمِ داستاں، رشکِ ارم، مزرعِ آخرت، لاتقنطوا، کسبِ تفنگ، اہلِ فرنگ، خلعتِ خسروانہ، کوتل سمند، روح القدس، لب وبام، سورہ نور، خطِ سلیمانی، لبِ لعل فام، سوادِ دیارِ بدخشاں، کہِ قاف، گنگا جلی، رُودِ نیل، زہرہ جبیں، ماہِ نخشب، آبِ حیواں، ظلمات۔

مقالہ:

مثنوی ''سحر البیان'' ایک ایسی منظوم داستان ہے جو اردو ادب میں کلاسیکی اہمیت کی حامل ہے۔ جہاں یہ لکھنوی تہذیب وتمدن کا ایک خوب صورت بیان دکھائی دیتی ہے وہاں زبان وبیان کے اوصاف سے بھی مزین ہے۔ مثنوی کی زبان پر غور کیجیے تو وہ میرؔ وسوداؔ کی زبان جیسی معلوم ہوتی ہے مثلاً ''میں دیکھا'' اور ''میں کیا'' میرؔ وسوداؔ جیسی زبان ہے۔ اس میں وہی سادگی اور شیرینی ہے جو میرؔ کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ لالہ سری رام بیان کرتے ہیں:

> ''بیان سے گزر کر زبان کو دیکھیے تو وہ بھی ان ہی بزرگوں کی سی ثابت ہوتی ہے۔ وہی ''میں دیکھا''، ''میں کیا'' جو میرؔ وسوداؔ کے کلام میں پایا جاتا ہے ان کے ہاں بھی موجود ہے۔ جس کی سادگی اور شیرینی حسنؔ کے دیوان میں بھی وہی کیفیت پیدا کرتی ہے جس کی بہار میر کے کلام کی جان ہے۔''[1]

مثنوی ''سحر البیان'' کی مافوق الفطرت فضا اور کرداروں کے ضمن میں سیدہ جعفر تحریر کرتی ہیں:

> ''دوسری منظوم داستانوں کی طرح ''سحر البیان' میں بھی مافوق الفطرت عناصر (Supernatural Elements) سے تحیر انگیزی اور دلچسپی پیدا کی گئی ہے۔ داستانیں انسانی فکر کی ایک خاص منزل کی آئینہ دار ہیں۔ کل کا گھوڑ، آسمانوں کی سیر اور دوسرے محیر العقل عناصر دراصل انسانی خواہشات کی وہ تصویریں، بشری آرزوؤں کے وہ

پیکر اور وہ خواب جو اس عہد میں شرمندۂ تعبیر نہیں ہوئے تھے۔ سائنسی ترقی نے آج نہایت تیز رفتار ہوائی جہاز ایجاد کر لیے ہیں۔[2]

''سحر البیان'' ایک تصور ہے۔ ایک عملی اور کرداری ناول ہے لیکن یہ تینوں وحدتیں مل کر وحدتِ تاثر قائم کرتی ہیں۔ یہی میر حسن کا فن ہے۔ یوں میر حسن راہب تو نہیں بنتا لیکن آسمان کی بلندیوں کو چھونے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر وحید قریشی کہتے ہیں:

''سحر البیان ایک Fantasy ہے۔ یہ ایک عملی ناول Novel of action بھی ہے اور اسے کرداری ناول Novel of character بھی کہہ لیجیے۔ لیکن یہ سب حیثیتیں مل کر ایک واحد تاثر قائم کرتی ہیں اور یہی میر حسن کا فن ہے۔ اس طرح میر حسن اگرچہ تارکِ دنیا تو نہیں بنتا لیکن ماؤنٹ ایورسٹ پر ضرور پہنچ جاتا ہے۔''[3]

مثنوی ''سحر البیان'' ایک ایسی منظوم داستان ہے جو فکری سے زیادہ فنی محاسن کا مجموعہ ہے۔ مثنوی میں جہاں علمِ بیان کی خوبیاں پائی جاتی ہیں وہاں علمِ بدیع کے اکثر خصائص بھی موجود ہیں۔ اگر کہیں علمِ بیان کے ساتھ ساتھ علمِ بدیع کی کوئی خصوصیت موجود ہوتی ہے تو بعض اشعار میں علمِ بدیع کی ایک سے زیادہ صنعتیں بھی مستعمل ہیں، لہٰذا مجوزہ مقالہ میں علمِ بدیع کے ''صنائعِ معنوی'' میں سے ایک صنعت ''صنعتِ تلمیح'' کا بالخصوص مطالعہ اور صنعتِ تلمیح کے ساتھ دیگر صنائع کے امتزاج کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قلم، پھر شہادت کی انگلی اٹھا
ہوا حرف زن یوں کہ رب العلا!
نہیں کوئی تیرا، نہ ہوگا شریک
تری ذات ہے وحدہ لاشریک
پرستش کے قابل ہے تو اے کریم
کہ ہے ذات تیری غفور الرّحیم
وہ، الحقؐ، کہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے، اُس سے افزود ہے[4]

مثنوی ''سحر البیان'' کے مذکورہ بالا اشعار میں ''ربّ العلا''، ''وحدہ لاشریک''، ''کریم''، ''غفور الرّحیم''، ''الحقؐ'' اور ''معبود'' جیسی تلمیحات، ربِّ کائنات کی کبریائی، یکتائی، بزرگی، مغفرت و رحمت، حقّانیت اور عبودیت پر دلالت کرتی ہیں۔

اُسی سے ہے کعبہ، اُسی سے کُنشت
اُسی کا ہے دوزخ، اُسی کی بہشت
وہ ہے مالک المُلکِ دنیا و دیں
ہے قبضے میں اس کے زمان و زمیں[5]

اشعارِ مذکور ''مالک الملک'' کی تلمیح ''کعبہ و کنشت''، ''دوزخ و بہشت''، ''دنیا و دیں'' اور ''زمان و زمیں'' جیسی تلمیحات کے ساتھ امتزاج کو ظاہر کر رہی ہے۔ یہ دیگر تلمیحات مجموعۂ اضداد ہیں، اس لیے یہ تلمیحات، صنعتِ طباق کے ساتھ اشتراک کرتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔

وہ معبودِ یکتا، خدائے جہاں
کہ جس نے کیا، کُن میں، کون و مکاں[6]

مندرجہ بالا شعر میں ''معبودِ یکتا''اور ''کن''جیسی تلمیحات ''کون ومکاں'' کی تلمیحات مع صنعتِ طباق اشتراک کو ظاہر کرتے ہوئے شعر کی معنویت کو گہرائی بخش رہی ہیں۔

نبی کون ؟ یعنی، رسول ِ کریم
نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمی لقب
پہ، علم لدُنّی کھلا دل پہ سب
بغیر از لکھے، اور کیے بے رقم
چلے حکم پر اس کے لوح و قلم
نبوت جو کی اُس پہ حق نے تمام
لکھا اشرف النّاس ، خیر الانام [7]

مذکورہ بالا اشعار میں جہاں ''رسولِ کریم'' کی تلمیح کا ''نبوت''، ''دُرِّ یتیم''، ''حق''، ''اشرف النّاس'' اور ''خیر الانام'' جیسی تلمیحات کے ساتھ اشتراک ہے وہاں ''علمِ لدُنّی'' کے ساتھ ساتھ صنعت تضاد کی حامل تلمیحات کے امتزاج کی حامل بھی ہیں۔

مسیح ، اُس کی خرگاہ کا پارہ دوز
تجلیِ طور ، اس کی مشعل فروز
خلیل، اُس کے گلزار کا باغباں
سلیماں سے کئی مہرِ دار اس کے یھاں
خضر، اُس کی سرکار کا آبدار
زرہ ساز، داؤد سے دس ہزار
محمد کے مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا ، نہ ہوگا کہیں
جہاں تک کہ تھے یھاں کے اہلِ نظر
سمجھ مایۂ نور، کحل البصر[8]

اشعارِ مذکور میں ''مسیح''، ''تجلیِ طور''، ''خلیل''، ''سلیماں''، ''خضر''، ''داؤد''، ''کحل البصر'' اور ''محمدؐ'' جیسی تلمیحات موجود ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ''دس ہزار'' کی شکل میں ''صنعتِ سیاق الاعداد'' بھی کار فرماد کھائی دے رہی ہے۔

نبی اور علی ، فاطمہ اور حسن
حسین ابنِ حیدر ، یے ہیں پنج تن
علی سے لگا تا بہ مہدیِّ دیں
یے ہیں ایک نورِ خداے بریں [9]

مندرجہ بالا اشعار میں مسلکِ اہل تشیع کے ''پنج تن''یعنی نبی مکرم ﷺ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور ساتھ ہی ساتھ ''مہدیِ دیں'' اور ''نورِ خداے بریں'' جیسی تلمیحات کا تذکرہ موجود ہے۔

کہاں رستم و گیو و افراسیاب

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

سخن سے رہی یاد یہ نقلِ خواب[10]

مذکورہ شعر میں ایران کے قبل از اسلام تین مشہور بادشاہوں "رستم، گیو اور افراسیاب" کا تذکرہ تلمیحی انداز میں کیا گیا ہے۔

ہر اک کام اس کا ، جہاں کی مراد
فلاطوں طبیعت، ارسطو نژاد [11]

شعرِ مذکور میں "فلاطوں" اور "ارسطو" جیسی تلمیحات موجود ہیں جو کسی بھی ذہین و فطین شخص کی نشان دہی کر رہی ہیں۔

لکھوں گر شجاعت کی اس کا بیاں
قلم ہو مرا رستمِ داستاں [12]

مندرجہ بالا شعر میں "رستم" کی تلمیح رستم جیسی بہادری کے حامل کسی شخص کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

لگے تھے ہر اک جا پہ و ھاں سنگ و خشت
ہر اک کوچہ اس کا تھا رشکِ بہشت [13]

مذکورہ بالا شعر میں "بہشت" کی تلمیح بادشاہ کے محل کے حسن اور خوب صورتی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

کروں اس کی وسعت کا کیا میں بیاں
کہ جوں اصفہاں تھا وہ نصف جہاں
کہاں تک کہوں اس کا جاہ و حشم
محل و مکاں اس کا رشکِ ارم [14]

اشعارِ مذکور میں "اصفہانِ نصف جہاں" اور "ارم" جیسی تلمیحات بادشاہ کے محل کی خوب صورتی، اس کے ملک کی خوش حالی کو بیان کر رہی ہیں۔

یہ دنیا ہے مزرعِ آخرت
فقیری میں ضائع کرو اس کو مت[15]

اس شعر میں "مزرعِ آخرت" کی ترکیب "حدیثِ مبارکہ "الدنیا مزرعۃ الآخرۃ" کے معنی و مفہوم کو تلمیح کی صورت میں اجاگر کر رہی ہے۔

نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو
کہ قرآں میں آیا ہے لاتقنطو[16]

مذکورہ شعر میں "قرآں" اور "لاتقنطوا" جیسی تلمیحات موجود ہیں۔ "لاتقنطوا" میں دو آیاتِ کریمہ "لاتقنطوا من رّحمۃ اللہ" اور "لاتقنطوا من رّحمتی" کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

کئی دن میں سیکھا یہ کسبِ تفنگ
کہ حیراں ہوئے دیکھ اہلِ فرنگ [17]

شعرِ مذکور میں "اہلِ فرنگ" کی تلمیح موجود ہے جو انگریزوں بالخصوص برطانوی باشندوں کے لیے مستعمل ہے۔

غرض شاہ زادے کو نہلا دُھلا
دیا خلعتِ خسروانہ پنھا[18]

مندرجہ بالا شعر میں "خلعتِ خسروانہ" جیسی تلمیح مستعمل ہے جو خسرو پرویز کے قیمتی خلعت کی جانب ایک بلیغ اشارہ ہے۔

مرصّع کے سازوں سے کوتل سمند
کہ خوبی میں روح القدس سے دو چند [19]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

شعرِ مذکور میں ''روح القدس'' کی تلمیح سے جبریلِ امین مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے برگزیدہ بندوں تک پہنچایا کرتے تھے۔ جب کہ ''دوچند'' کی صورت میں ''صنعتِ سیاق الاعداد'' بھی موجود ہے۔

لب و بام پر جب یہ سووے صنم
کریں سورہ نور کو اس پہ دَم [20]

مندرجہ بالا شعر میں ''سورہ نور'' تلمیح ہے جس میں ایک مومن کی اخلاقیات کو نہایت ہی فصیح و بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش
بہ خطِ سلیمانی اُس پر نقوش [21]

اس شعر میں ''خطِ سلیمانی'' کی تلمیح پائی گئی ہے جب کہ اس کے علاوہ ''مکان'' کے متعلقات ''مخمل، فرش و فروش، نقوش'' کی صورت میں صنعتِ مراعاۃ النظیر بھی موجود ہے۔

کہا ماہ رخ نے کہ تھے تیرے بخت
کہ بخشا تجھے میں سُلیماںؑ کا تخت [22]

مذکورہ شعر میں ''سلیماںؑ'' کی تلمیح موجود ہے جب کہ ''بخت'' اور ''تخت'' جیسے الفاظ کی صورت میں صنعت تجنیسِ خطی بھی پائی گئی ہے۔

وہ مسّی اور اُس کے لبِ لعل فام
سوادِ دیارِ بدخشاں کی شام [23]

یہ شعر ''سوادِ دیارِ بدخشاں'' کی صورت میں تلمیح کا حامل شعر ہے جب کہ اسی شعر میں ''فام'' اور ''شام'' کی صورت میں صنعت تجنیس خطی اور تشبیہ بھی موجود ہے۔

کیا بند پھر جا کے اُس چاہ میں
کنواں وہ جو تھا قاف کی راہ میں [24]

اس شعر میں بھی صنعتِ تلمیح کے ساتھ ساتھ صنعت تجنیس خطی پائی گئی ہے۔

پری نے کہیں طیش کھا لاف میں
دیا ہو نہ پھینک اُس کو کہہ قاف میں [25]

مذکورہ شعر میں ''کہِ قاف'' کی تلمیح موجود ہے۔ ''لاف'' اور ''قاف'' کی صورت میں صنعت تجنیس خطی اور ''پری'' کی صورت میں ''حسین عورت'' کا استعارہ بھی پایا جاتا ہے۔

سو وہ بین کاندھے پہ رکھ یوں چلی
کہ لاوے کوئی جیسے گنگا جلی [26]

مندرجہ بالا شعر میں ''گنگا جلی'' کی تلمیح پائی جاتی ہے جب کہ ''چلی'' اور ''جلی'' کی شکل میں صنعت تجنیس خطی بھی موجود ہے۔

ہر اک تار تھا بین کا رُودِ نیل
وہ تھی ہند کے راگ کی سلسبیل [27]

شعرِ مذکور میں ''رودِ نیل'' اور ''ہند کے راگ'' جیسی تلمیحات موجود ہیں۔

وہ جوں جو سچ مچ تھی زہرہ جبین
سو مجلس میں آئی لیے اپنی بین [28]

یہ شعر ''زہرہ جبین'' کی صورت میں صنعت تلمیح کا حامل شعر ہے جب کہ ''جبین'' اور ''بین'' جیسے الفاظ صنعت تجنیس زائد و ناقص پر دلالت کر رہے ہیں۔

اسی طرح ہر شب کرم کیجیے
مری بزم رشکِ ارم کیجیے [29]

مذکورہ شعر میں ''ارم'' جیسی تلمیح موجود ہے جو ایک جنت کا نام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انواع واقسام کی نعمتیں رکھ چھوڑی ہیں۔

کہ وہ ماہ نخشب، کنویں سے نکل
منازل کو اپنی پھرے بر محل [30]

شعرِ مذکور میں ''ماہِ نخشب'' کی تلمیح موجود ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کس طرح نخشب نامی ایک شخص نے ایک چاند بنایا تھا اور اسے ایک کنویں میں رکھا تھا تاکہ وہ رات کے وقت روشنی دے سکے؟ مگر وہ چاند ابھی نامکمل تھا کہ نخشب کو موت نے آلیا۔

لے آیا وہ جوں خضر سو گھات سے
نکال آبِ حیوان کو ظُلمات سے [31]

شعرِ مذکور میں ''خضر''، ''آبِ حیوان'' اور ''ظلمات'' جیسی تلمیحات کا صنعتِ مراعاۃ النظیر کے ساتھ حسین امتزاج دکھائی دیتا ہے کیوں کہ اس میں ''خضر'' سے متعلق دو تلمیحات مزید شامل ہیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی ''سحر البیان'' میں تلمیحات کے علاوہ دیگر صنائعِ لفظی و معنوی کا حسین امتزاج دکھائی دیتا ہے۔ یہ صنائع مثنوی کی معنویت میں اضافہ کا باعث بنے ہیں۔ یوں بھی علم بیان اور علم بدیع کی ادب میں اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں۔

حوالہ جات:

1۔ سری رام ایم اے، لالہ، خمخانۂ جاوید، جلد: دوم، دہلی، امپیریئل بکڈپو پریس، 1911، ص432
2۔ سیدہ جعفر، تاریخِ ادب اُردو، جلد: اوّل، حیدر آباد، بی ایس گرافکس، 2002، ص55-154
3۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، میر حسن اور اُن کا زمانہ، لاہور، استقلال پریس، 1959ء، ص516
4۔ حسن دہلوی، غلام حسن، میر، سحر البیان، مرتبہ: رشید حسن خاں، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اشتراک: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، فروری 2011، ص15
5۔ ایضاً، ص16
6۔ ایضاً، ص17
7۔ ایضاً، ص17
8۔ ایضاً، ص18
9۔ ایضاً، ص20
10۔ ایضاً، ص22
11۔ ایضاً، ص25
12۔ ایضاً، ص25
13۔ ایضاً، ص28
14۔ ایضاً، ص29
15۔ ایضاً، ص30
16۔ ایضاً، ص31

17۔ ایضاً،ص43
18۔ ایضاً،ص46
19۔ ایضاً،ص47
20۔ ایضاً،ص50
21۔ ایضاً،ص58
22۔ ایضاً،ص61
23۔ ایضاً،ص79
24۔ ایضاً،ص88
25۔ ایضاً،ص102
26۔ ایضاً،ص107
27۔ ایضاً،ص107
28۔ ایضاً،ص114
29۔ ایضاً،ص115
30۔ ایضاً،ص123
31۔ ایضاً،ص123